ھدایت القرآن (۳۱)

مولانا محمد تقی امینی

امتِ مسلمہ کی عالمی قیادت کے لیے چند بنیادی انتظامات

اوپر امت مسلمہ کی عالمی قیادت کا اعلان ہوا تھا اس کے بعد امت کے طریقۂ زندگی یا دستور العمل کا اصلی رنگ دکھایا گیا تھا اب عالمی قیادت کے لیے جو بنیادی انتظامات کیے گئے تھے ان کا ذکر ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) جس امت کو قیادت کے لیے منتخب کیا گیا تھا اسکو "درمیانی امت" بنایا گیا۔

(۲) خانہ کعبہ کو قبلہ قرار دیا گیا۔

(۳) جس دین کی راہ سے قیادت ملی تھی اسکو کامل کر دینے کی خوشخبری دی گئی۔

(۴) اعلیٰ درجہ کی سربراہی عطا کی گئی جسکے ذریعہ تعلیم و تربیت کا مستقل انتظام کیا گیا۔

(۵) قیادت کی راہ کی مشکلات سے آگاہی دی گئی۔

(۶) اللہ کے "شعائر" کی حفاظت و تعظیم کا حکم دیا گیا۔

ان سب باتوں کا ذکر اگلے دور کوع میں ہے (سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ سے وَلَاهُمْ يَنظُرُونَ تک) اور بعض باتوں کا ذکر حضرت ابراہیمؑ کی دعا میں بھی گذر چکا ہے۔ علیحدہ علیحدہ ہر ایک کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) عالمی قیادت کے لیے "درمیانی امت" کا انتخاب

اس موقع پر "درمیانی امت" اس کو کہیں گے جنھیں زندگی کے حالات و معاملات میں فیصلہ کرنے کے لیے خود کی نگاہ پیدا ہو گئی ہو اور دوسروں پر بھروسہ کرنے کے بجائے اپنے اوپر بھروسہ کرنے کی ہمت آگئی ہو۔ امتِ مسلمہ میں یہ خصوصیت ابھرائی تھی جبکہ یہود و نصاریٰ میں اس خصوصیت کی بڑی حد تک کمی تھی جیسا کہ ان کی زندگی کے واقعات اور تاریخی حالات سے اسکا ثبوت ملتا ہے۔

اسی طرح کتاب ہدایت ملنے کے بعد امت مسلمہ جس طرح اپنے پاؤں پر کھڑی ہوئی اور جس طرح عالمی سطح پر فیصلہ کرتی رہی اس کا مطالعہ کرنے سے امت مسلمہ میں اس خصوصیت کا ثبوت ملتا ہے۔ راقم الحروف نے کتاب "حکمت القرآن" میں دونوں کا مقابلہ زندگی کے کچھ واقعات اور فیصلوں سے کرکے دکھایا ہے جس سے دونوں کے درمیان فرق سمجھنے میں مدد ملتی ہے[عہ] ہمارے مفسرین نے درمیانی امت کا دوسرا مطلب بھی بیان کیا ہے جو آگے آرہا ہے۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ (البقرہ: ۱۴۲-۱۴۳)

"اب بیوقوف لوگ کہیں گے کہ کس چیز نے مسلمانوں کو انکے قبلہ سے ہٹا دیا جس پر وہ تھے کہہ دیجئے مشرق اور مغرب اللہ ہی کا ہے وہ جسکو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے اور اسی طرح ہم نے تمھیں "درمیانی امت" بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسولؐ تمھارے اوپر گواہ ہونگے[لہ]"۔

[لہ] عالمی قیادت کے لیے انتظامات کی ابتدا۔ یہود و نصاریٰ کی گراوٹ اور انکی پست سطح کے ذکر سے کی گئی ہے کہ ملت ابراہیمی کے دعویدار اتنے گر گئے ہیں کہ اب ابراہیمؑ کے قبلہ کی بھی مخالفت کریں گے اس طرح گویا جانے والی قوم سے کہا جا رہا ہے کہ کوئی قوم ذلیل و خوار ہوتی ہے تو یوں ہی نہیں ہو جاتی ہے بلکہ اپنے کو وہ اس قدر گرا لیتی ہے کہ اب اس کے لیے گنجائش نہیں رہ جاتی ہے اور آنے والی قوم سے کہا گیا ہے کہ یہ عالمی قیادت جو تمھیں سپرد کی جا رہی ہے اس کو سنبھالنا اور برقرار رکھنا تمھارے ہاتھ میں ہے ورنہ یہود و نصاریٰ کا جو حشر ہو رہا ہے وہ تمھاری آنکھوں کے سامنے ہے۔

اس بیان سے ایک طرف اللہ کی رحمت و شفقت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ آخری حد تک مہلت دیتا ہے اور دوسری طرف قانون کی عظمت ظاہر ہوتی ہے کہ جب آخری حد آجاتی ہے تو پھر گرفت میں

[عہ] یہ کتاب ندوۃ المصنفین جامع مسجد دہلی سے شائع ہو گئی ہے۔

دیر نہیں لگتی ہے۔

"مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں" کا مطلب یہ ہے کہ کسی سمت کو اللہ کے ساتھ کوئی خصوصیت نہیں ہے سب سمتیں اللہ ہی کی ہیں خواہ مشرق و مغرب ہوں یا شمال و جنوب ہوں اللہ کے ساتھ خصوصیت صرف خانہ کعبہ اور ابراہیمؑ کے قبلہ کی ہے جس کی طرف رخ کرنے کے لیے اللہ کی ہدایت رہی ہے لیکن ملّت ابراہیمی کے دعویداروں نے مشرقی اور مغربی سمت کی اللہ کے ساتھ خصوصیت سمجھ رکھی ہے جیساکہ یہود و نصاریٰ کے قبلہ میں گذر چکا ہے۔

له اسی طرح یعنی جس طرح ہم نے تم کو سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کی اسی طرح ہم نے تم کو "درمیانی امت" بنایا۔ "درمیانی امت" کے لیے وسط کا لفظ آیا ہے جو دو کناروں کے درمیان بالکل بیچ میں ہوتا ہے۔ "درمیانی امت" ایک تو صلاحیت کے لحاظ سے ہے جیساکہ اوپر ذکر ہوا اور دوسرے عمل و کردار کے لحاظ سے ہے جیساکہ مفسرین نے مراد لیا ہے۔ آگے اس امت کا جو عہدہ و منصب بیان کیا گیا ہے اس میں دونوں کی ضرورت ہے اور ان میں کوئی بھی دوسرے کے بغیر پایا نہیں پایا جاتا ہے اس لحاظ سے دونوں کے درمیان کوئی خاص اختلاف نہیں ہے بلکہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ضروری ہیں۔

یہ عہدہ و منصب "مقامِ شہادت" ہے جس پر اصلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فائز تھے پھر آپ کے واسطہ سے آپکے بعد اس اُمّت کو دیا گیا۔

"مقامِ شہادت" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے جو پروگرام تجویز کیا ہے اسکی گواہی دینا۔ یہ گواہی سمجھ بوجھ اور قول و عمل سے دنیا میں ہر وقت دیتے رہنا چاہیے اور آخرت میں اس گواہی کی اُس وقت ضرورت ہوگی جب دوسرے لوگ اللہ کی ہدایت و رہنمائی اور پیغمبروں کے آتے رہنے کا انکار کریں گے تو یہ اُمّت اپنے رسولؐ کے حوالہ سے گواہی دے گی کہ اللہ کے پیغمبر آتے رہے اور اس کی طرف سے ہدایت و رہنمائی کا پروگرام پیش کرتے رہے ہیں۔

دنیا میں اس گواہی کے لیے جس اعلیٰ درجہ کی سمجھ بوجھ اور اعلیٰ درجہ کے کردار کی ضرورت ہے اس کی متحمل "درمیانی امت" ہی ہو سکتی ہے جس کی وضاحت اوپر ہو چکی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس گواہی کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اِس اُمّت کیلئے

"نمونہ" ہے اسی طرح امّت کی زندگی ساری دنیا کے لیے "نمونہ" ہے۔ ظاہر ہے کہ "نمونہ" بننے کے لیے سمجھ بوجھ اور کردار ہر لحاظ سے زندگی کا اعلیٰ اور بلند ہونا ضروری ہے۔

(۲) خانہ کعبہ کو قبلہ قرار دے کر اس کی مرکزیت کا اعلان

عالمی قیادت کے لیے خانہ کعبہ کی مرکزیت لازمی تھی۔ یہ پرانی دنیا کے بیچ میں واقع تھا جہاں سے ایشیا افریقہ اور یورپ سب جگہ آواز پہنچانا آسان تھا خانہ کعبہ کو قبلہ قرار دیکر اس کی حیثیت "پاور ہاؤس" کی بنا دی گئی جس سے روشنی اور قوت حاصل کی جاتی رہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ
مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ
هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ
لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ
قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ
مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ
بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ
مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۘ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ
وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝
وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ
بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ
فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا
اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ

وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ
(البقرہ: ۱۴۳-۱۵۰)

" اور جس قبلہ پر آپ پہلے تھے اسکو ہم نے قبلہ صرف اس لیے بنایا تھا تاکہ ہم دیکھ لیں کہ تم میں سے کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون پھر جاتا ہے ۔ اور بیشک یہ بات (قبلہ کا یہ حکم) ان لوگوں کے سوا سب پر بھاری ہے جنھیں اللہ نے ہدایت دی اور اللہ تمھارے ایمان کو ضائع نہیں کریگا ۔ بیشک اللہ لوگوں پر بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے ۱؎

بیشک ہم آسمان کی طرف بار بار آپ کے چہرہ کا اٹھنا دیکھ رہے ہیں یقیناً ہم آپکا رخ اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس کو آپ پسند کرتے ہیں بس آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے اور تم جہاں کہیں ہو اکرو اپنے چہروں کو اسی طرف پھیر اکرو اور بیشک جن لوگوں کو کتاب دی گئی وہ یقیناً جانتے ہیں کہ ان کے رب کی طرف سے وہی حق ہے ۔ اور جو وہ کر رہے ہیں اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے

جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اگر آپ ان کے سامنے تمام دلیلیں پیش کر دیں جب بھی وہ آپ کے قبلہ کو نہ مانیں گے اور نہ آپ ہی انکے قبلہ کو ماننے والے ہیں اور نہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے قبلہ کو ماننے والے ہیں اور اگر آپ ان کی خواہشوں کی پیروی کریں گے اس کے بعد کہ آپکے پاس علم آچکا ہے تو اس وقت بیشک آپ ظالموں میں سے ہونگے ۲؎

جن کو ہم نے کتاب دی تھی وہ اس کو پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بیشک کچھ لوگ ان میں سے حق کو چھپاتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ آپ کے رب کی طرف سے حق وہی ہے پس آپ شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ ہوں ۔ ۳؎

اور ہر ایک کے لیے ایک جہت ہے جس کی طرف وہ رخ کرتا ہے تم خیر اور بھلائی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو تم جہاں کہیں بھی ہو گے تم سب کو اللہ سمیٹ کر لے آئے گا بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۔ ۴؎

اور جہاں کہیں سے آپ نکلیں تو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیا کریں بیشک آپکے رب کی طرف سے یہی حق ہے اور اللہ تمھارے کاموں سے غافل نہیں ہے اور آپ جہاں کہیں سے نکلیں تو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیا کریں اور تم جہاں کہیں ہو تو اپنا چہرہ اس کی

طرف کیا کرد شہ“

سے قوموں اور جماعتوں کی زندگی میں وہ وقت نہایت نازک ہوتا ہے جب کسی بات پر جمانے کے بعد اس سے ہٹا کر دوسری بات کی طرف لایا جاتا ہے مذہب کے معاملہ میں یہ نزاکت اور زیادہ سنگین بن جاتی ہے کیونکہ انسان اس میں نہایت جذباتی اور قدامت پرست ہوتا ہے، اپنے جذبات کو ٹھیس پہنچانا اور پرانی روایت کو چھوڑنا اس کے لیے گوارا نہیں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب کے نام پر بہت سے غلط رسم و رواج جڑ پکڑ لیتے ہیں اور قوم و جماعت آسانی سے ان کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتی ہے۔

قانون کی دنیا بھی اس سے علیحدہ نہیں ہے اس میں بہت سے ذیلی اور عارضی قانون اصلی اور مستقل قانون کی جگہ لے لیتے ہیں اور کسی میں جرأت نہیں ہوتی کہ دونوں میں فرق واضح کر کے بتائے اور دونوں کو اپنی اپنی جگہ رکھنے کی تائید کرے۔

اس موقع پر بات صرف بیت المقدس کو قبلہ قرار دینے کی ہے لیکن اس میں وہ ”نزاکت“ بھی پوشیدہ ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے اور جس کی وجہ سے یہ حکم قوم و جماعت کے لیے ایک کڑی آزمائش بن گیا ہے۔ اس قسم کی آزمائشیں قومی اور جماعتی زندگی کو جانچنے اور پرکھنے کے لیے ہمیشہ ضروری سمجھی گئی ہیں ان سے اطاعت و فرمانبرداری میں پختگی اور خامی کا پتہ چلتا ہے کھرے کھوٹے مخلص اور منافق میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ ان سے نہ کسی کا ایمان ضائع کرنا ہوتا ہے اور نہ کسی کو خطرہ میں ڈالنا ہوتا ہے جس قدر اللہ کی رحمت و مہربانی بندوں کے ساتھ ہے اس کے لحاظ سے اس قسم کے خیالات کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

کے خانہ کعبہ کو قبلہ قرار دینے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجّہ اور دلچسپی کا ذکر ہے پھر اس کے بعد ہی وہ حکم ہے جس میں پہلے آپ کو پھر سب کو متوجہ کیا گیا ہے اور حکم کی وضاحت بھی اس طرح کر دی گئی ہے کہ اس پر عمل درآمد میں کوئی گنجلک نہ رہ جائے یعنی یہ حکم اندر و باہر ہر جگہ کے لیے یکساں ہے ایسا نہیں ہے کہ مسجدِ حرام یا حرم میں تو خانہ کعبہ قبلہ ہو اور باہر نکل کر کوئی اور قبلہ بن جائے۔ جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے ایسی غلطی کی تھی کہ اندر تو بیت المقدس کو قبلہ بناتے تھے اور باہر مشرق و مغرب کی سمت کو قبلہ بناتے تھے۔

حکم دینے کے بعد اہل کتاب کی مخالفت کرنے کی اصل وجہ بھی بیان کر دی کہ ان کے نہ ماننے

کی وجہ وہ ضد و ہٹ دھرمی ہے جس میں مذہبی پیشوائی اُس وقت عموماً مبتلا ہو جاتی ہے جب اس کو کسی پرانی روایت کو چھوڑنا پڑتا ہے اور نئی بات (خواہ کتنی ہی حق کیوں نہ ہو) کو قبول کرنے سے اپنی ساکھ گرنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، ہر مذہبی پیشوائی میں آئے دن اس کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے جمی جمائی پرانی باتوں کے علاوہ نئی بات (خواہ کتنی ہی مفید ضروری اور بے ضرر کیوں نہ ہو) کی مخالفت عین دین و ایمان سمجھی جاتی ہے۔ اور اتنی شدید ہوتی ہے کہ ساری دلیلیں بیکار ہو جاتی ہیں۔ اس میں مذہب کی بات نہیں ہوتی ہے بلکہ اقتدار اور خواہش کی بات ہوتی ہے جس کو مذہب کا رنگ دیدیا جاتا ہے۔

۳؎ حق اپنی جگہ حق ہے سچائی اپنی جگہ سچائی ہے حق اور سچائی کی مخالفت ہمیشہ ہوتی رہی ہے۔ لیکن کبھی کسی کی مخالفت کرنے سے نہ حق نے اپنی جگہ چھوڑی اور نہ سچائی اپنی جگہ سے ہٹنے کے لیے تیار ہوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اور پیغمبر ہونے سے زیادہ حق اور سچی بات کیا ہو سکتی ہے؟ جس کو اہل کتاب ایسا ہی جانتے اور پہچانتے تھے جیسا کہ اپنے بیٹے کو ان کی صورت دیکھ کر جان لیتے اور پہچان لیتے ہیں پھر بھی ان میں سے کچھ لوگوں نے مخالفت کی اور آپ کو رسول و پیغمبر ماننے سے انکار کر دیا لیکن اس سے نہ آپ کی ذات پر اثر پڑا اور نہ آپ کی شخصیت میں کچھ فرق آیا۔ یہی حال ہر حق اور سچی بات کا ہوتا ہے، خانہ کعبہ کو قبلہ قرار دینے کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ اس پر بھی کسی کی مخالفت و نہ ماننے کا کوئی اثر نہ پڑیگا۔

۴؎ اصل کام جس سے ترقی و سربلندی اور اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے وہ خیر و بھلائی کے کام ہیں جن سے اللہ کے بندوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ان میں بلاشبہ ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر حصہ لینا چاہیے لیکن مشرق و مغرب کی طرف رخ کرنے کا کام ایسا نہیں ہے کہ اسی کو ساری دینداری جان کر اس میں زیادہ الجھا جائے یا ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے۔

آیت میں زندگی کے نہایت اہم اصول کا ذکر ہے، وہ یہ کہ ترقی و سربلندی اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس کا لحاظ بھی ضروری ہے کہ کس وقت کون سا کام زیادہ اہم اور کون سا کم اہم ہے؟ اسی طرح کس وقت کس کام کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور کس وقت اتنی توجہ کی ضرورت نہیں ہے۔

زوال وپستی کی ماری ہوئی قومیں بالعموم اس اصول سے محروم رہتی ہیں جس کے نتیجہ میں انکے یہاں بیشمار اہم کام غیر اہم اور غیر اہم کام اہم بن جاتے ہیں اسی طرح جب کھڑے ہونے کا وقت ہوتا ہے تو وہ سجدہ میں گر جاتی ہیں اور جب سجدہ میں جانیکا وقت ہوتا ہے تو کھڑی ہو جاتی ہیں۔ دینداری کی نمائش کے لیے تو بہت سے وہ کام دین میں داخل کر لیے جاتے ہیں جن کا دین سے ذرہ برابر بھی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ لیکن جو کام دین کے اصلی کام ہیں اور ان میں زیادہ نمائش نہیں ہے ان کی طرف توجہ نہیں دیجاتی ہے۔

۵ے اور خانہ کعبہ کو قبلہ بنانے کا حکم جس انداز سے دیا گیا ہے وہ اگرچہ عام ہے اور اندر و باہر سفر و حضر سب کو شامل ہے لیکن یہاں خاص طور سے سفر کا ذکر سفر میں خاص اہتمام کرنے کے لیے ہے جس کی طرف توجہ نہ دینے سے یہود و نصاریٰ گمراہ ہوئے تھے اور سفر و حضر میں ان کا یکساں قبلہ نہ رہ گیا تھا۔ جیسا کہ اوپر گزر گیا ہے

آگے خانہ کعبہ کو قبلہ قرار دینے کے حکم میں اللہ کی جو حکمت و مصلحت تھی اسکا ذکر ہے اور اس کی مناسبت سے سفر و حضر دونوں جگہ کے حکم کو دوبارہ بیان کیا گیا ہے یہ حکم کی تکرار نہیں ہے بلکہ حکم کی حکمت و مصلحت کا بیان ہے جس میں پہلے اصل حکم کا اعادہ کردی ہے پھر اس کی حکمت و مصلحت کو بیان کرنا ہے۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ
(الحج - آیت ۳۷)
اللہ تک تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا مگر تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے -
قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ!
عیدالاضحیٰ کے مبارک موقع پر قربانی کے ساتھ
قربانی کی رُوح اور مقاصد کو سمجھنے کے لیے
امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی تالیف
عیدُالاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی
کا مطالعہ ضرور کیجیے
• سفید کاغذ • رنگین سرورق • ۴۸ صفحات • قیمت -/۶ روپے
قریبی بکسٹال سے خریدیے
یا ہم سے منگوائیے
مرکزی انجمن خدام القرآن، ۳۶ - K ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۴